ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

حیات اللہ انصاری کے افسانوں میں بھوک کی علامت'نو آبادیاتی تناظر میں

SYMBOL OF HUNGER IN HAYATULLAH ANSARI'S FICTION' IN NEO-DEMOGRAPHIC PERSPECTIVE

فریدہ عثمان (لیکچرار اردو) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج چغرمٹی پشاور

ڈاکٹر جہانزیب شعور، (اسسٹنٹ پروفیسر) شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

محمد عثمان (لیکچرار اُردو) شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

Abstract:

The colonial system has always affected human culture and livelihood. Since literature is the interpreter of life, its contemporary trends indicate all kinds of situations. The colonies of the British Empire in India spanned many decades, during this time with the historical and cultural life here, the individual and collective life of the individual was affected at every level. The rulers here supported British imperialism in every way to further weaken the weak class under the guise of personal interest. Industrialists, laborers, and farmers, of them, have been given basic resources keeping in mind their interests.
Urdu literature has presented this system of human behavior in every era, in stories and novels there are references to the advantages and disadvantages of the demographic system, but the progressive movement and Urdu fiction helped to bring out all the effects of this system. In the fiction of the imperial system, the economic imbalance and its negative effects were brought forward in various themes. Hayatullah Ansari especially described economic and economic aspects of Urdu fiction and its effects on collective and individual human behavior.
In this regard, he has described hunger as the biggest problem of human life. All his fictions present the human problems of this era and the colonial system as a symbol of hunger. Progressive fiction writers have shown various social, moral, and psychological issues under the influence of this system. In the fiction of Hayatullah Ansari, there is an attempt to bring out its full justifications, especially under the influence of human hunger and the neo-population system.

کلیدی الفاظ: بھوک، نو آبادیات، معاشی زوال، استعماریت، انفرادی و اجتماعی رویے،

نو آبادیاتی نظام، غیر ملکی افواج، حکومت کے عاصبانہ قبضہ اور ان کے مادی وسائل کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنے سے عبارت ہے۔ ایسی ریاست جو قابض اقوام کی محکوم ہوتی ہے، وہ ان کے تمام وسائل کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کر کے ان کو مغلوب کرلیتے ہیں۔ محکوم ریاست کی معاشی، ترقی کے تمام راستے بند ہوجاتے ہیں۔ نو آبادیاتی نظام محکوم ریاست کے تمام وسائل کو خون کی طرح چوس کر ان کے جسم کو ناکارہ کر دیتے ہیں۔ استعماری نظام میں صرف معاشی ہی نہیں بلکہ فرد کی انفرادی و اجتماعی زندگی ہر لحاظ سے متاثر ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ ان کے ذہنوں کو غلامی کا عادی بنا دیا جاتا ہے۔ وہ شعوری و لاشعوری طور پر غلامی پر فخر کرنے لگتے ہیں۔ استعمار زدگی محض مادی وسائل کی نہیں بلکہ ذہنی ارتقا کے نمو پر پہرے بٹھا دیتی ہے۔ کالونائزر کی روایات، رسوم، تہذیب اور ثقافت، سب محکوم اقوام کی زندگی میں شامل ہو جاتی ہے۔ ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ استعماری طاقت کا ہر فیصلہ ان کے حق میں ہے۔ غلام اقوام کی نفسیاتی تشکیل اس انداز سے کی جاتی ہے کہ وہ اپنے حق میں خاموشی کو بہتر سمجھتے ہیں، اظہار آزادی کا ہر وسیلہ، ہر راستہ ان پر بند کر دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے اوپر ہونے والے ہر ظلم کو نصیب سمجھتے ہیں۔ نو آبادیاتی نظام کے ہر قانون کو وقت کی ضرورت تصور کرتے ہیں بین السطور میں دیکھا جائے تو استعماری طاقتوں کا قبضہ محض ریاست تک نہیں بلکہ وہاں کے وسائل، انفرادی اجتماعی زندگی، فرد کی نفسیات، اخلاقی اقدار، سماجی، معاشی، تہذیبی، زندگی، کی مکمل محکومیت تک ہے۔

Colonialism is the practice of one country taking full or partial political control of another country and occupying it with settlers for purposes of profiting from its resources and economy. Since both practices involve the political and economic control of a dominant country over a vulnerable territory, colonialism can be hard to distinguish from imperialism.1-

نو آبادیاتی نظام کے زیر اثر کسی بھی معاشرے میں سیاسی، سماجی، مذہبی، جمہوری، عدالتی، تجارتی، ہر قسم کی نظام زندگی متاثر ہو جاتی ہے۔ ان کا سب سے بڑا مقصد اپنے مفادات اور پالیسیوں کو مغلوب اقوام پر لاگو کرنا ہے۔ اپنی شان و شوکت و غلبہ کو مضبوط کرنا ہے۔ استعمار زدگی کی سب سے بڑی مثال سلطنت برطانیہ کی ہے۔ جن کا نو آبادیاتی نظام دوسری جنگ عظیم تک دنیا کے 25 فیصد علاقہ تک تھا۔ ان ممالک کے مادی وسائل کو چھین کر ان کو اپنے ماتحت رکھا۔ یوں کالونائزر کچھ ثمرات کے بدلے (سائنسی ترقی، لسانی تشکیل، ذرائع ابلاغ، جدید نظریات سے آگاہی) بہت سارے فوائد حاصل کرتے ہیں۔

ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی حکمرانی اور اس کے ثمرات دونوں جبر و استحصال کی مثال بنے۔ اس کی بڑی وجہ ان کا ایک مضبوط تاریخی ورثے کا حامل ہونا ہے۔ ان کی تاریخ، تہذیب کے توانا، ادوار کی حامل رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ نو آبادیاتی نظام کے حق و مخالفت میں مختلف طبقات نے جنم لیا۔ برطانیہ نواز، برطانیہ مخالف، اور اعتدال پسند ٹولہ سامنے آیا۔ انگریزوں کا احساس برتری، محکوم عوام کی غلامی کا نتیجہ تھا۔ اسی فکر کا سہارہ لے کر انہوں نے ہندوستان کی معاشی و اقتصادی زندگی کو اپنے شکنجے میں لیا۔ ایسے طبقات کو مراعات دیے، جو اس نظام کے خواہاں تھے۔ جاگیر دارانہ، سرمایہ دارانہ نظام کو مراعات سے نوازا۔ اس نظام میں حکمرانوں کی خود غرضی، رقص و سرور کی محفلیں، داشتاؤں کی ستائش اور رعایا کی بے بسی، نے نو آبادیاتی نظام کو مزید مستحکم کیا۔ روشن خیالی کی آڑ میں ہندوستانی معاشرے سے اخلاقی اقدار کا جنازہ نکالا۔

ہمیں اس وقت لازماً ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو، اور یہ ایسی جماعت

ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے اخلاق اور سمجھ کے اعتبار سے انگریزی ہو، 2

انگریز سامراج نے نو آبادیاتی نظام میں جہاں، جاگیر دار، سرمایہ دار صنعت کار، طبقہ کو اگے بڑھایا۔ وہاں پر مزدور طبقہ کو ان کا غلام بنایا۔ ان کی حیثیت مشینی پرزوں سے کم تر تھی۔ مزید بر آں ہندوستانی افواج میں کم تعداد انگریزوں کی جبکہ ہندوستانیوں کی زیادہ تھی۔ جو ان کے حکم پر اپنے ہی لوگوں پر بندوقیں تانتیں۔ یوں اس نظام میں انگریز سرکار اور مقامی سرمایہ کار اہل ہند کا معاشی و اقتصادی استحصال کر رہے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا، کہ ہندوستان کی مجموعی اجتماعی زندگی سے اس نظام کے اثرات آج تک نہیں گئے۔

ہر دور کا ادب اپنے عہد کا ترجمان ہوتا ہے۔ ہندوستان میں استعماری طاقتوں کے نظام کے اثرات ہمیں اس دور کے ادب میں ہر سطح پر ملتے ہیں. شاعری میں نثر میں ان کی تعریفیں جابجا ملتی ہیں۔ داستانوں میں "سروش سخن" از سید فخر الدین حسین سخن (1860) میں اس کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔ جس میں انگریزی الفاظ کا استعمال ملتا ہے۔ میر امن کے باغ و بہار میں فرنگ کے کردار ملتے ہیں۔ ان کا لباس نشست و برخاست سب اس نظام کے اثرات تھے۔ طلسم ہوشربا" میں بھی گوروں کے طلسماتی کردار ملتے ہیں۔ فسانہ عجائب میں ہندوستان کی سیاسی حالت، رہن و سہن کو شامل کیا گیا۔ ناول میں داستان کی نسبت اس نظام کے اثرات زیادہ ملتے ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد، شرر، رتن ناتھ شرسار، منشی سجاد حسین، رسوا، پریم چند، سجاد ظہیر، مرزا محمد سعید، کرشن چندر، نجم الدین شکیب، خان احمد حسین خان، غظیم بیگ چغتائی، عصمت چغتائی، ایم اسلم، عزیز، ان سب کے ناولوں میں سامراجی، نظام کے استحصالی رویوں اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف مزاحمت کے رویے ملتے ہیں۔

داستان اور ناول کی نسبت افسانے میں استعمار زدگی کے اثرات کو زیادہ شدت کے ساتھ پیش کیا گیا۔ ابتدائی، تشکیلی، اور بعد کے دور میں اس نظام کے مختلف پہلوئوں کو سامنے لایا گیا۔ یلدرم کے افسانوں میں مغربی تہذیب کے اثرات، پریم چند کے افسانوں میں غلامی سے نفرت، معاشی زبوحالی، انسانی حقوق، راشد الخیری کے افسانوں میں نوجوانوں کی مغربی تہذیب کی جانب جھکاو پر طنز، سلطان حیدر جوش کے افسانوں میں عورت کا مغربی تہذیب کی جانب جھکاو پر طنز، اور پردے کے حق میں، سدرشن کے افسانوں میں سامراجی قوتوں کے خلاف آواز، مجنوں گورکھپوری کے افسانوں میں، مغربی رومانی ادب کے اثرات، شوکت تھانوی کے افسانوں میں انگریز سامراج سے آزادی کی خواہش، اختر انصاری کے افسانوں اس نظام پر طنز شامل ہیں۔

حیات اللہ انصاری اردو افسانوں میں کالونائزر نظام کی مختلف جہتوں کو توانا آواز میں پیش کرتے ہیں۔ ان کی کہانیوں میں سامراجی نظام کے خلاف اس کے استحصالی رویوں کے خلاف، احتجاجی رویہ ملتا ہے۔ انہوں نے فرد کی سماجی، نفسیاتی، معاشی، اخلاقی، معاشرتی، تہذیبی، شخصی کم مائیگی، کے احساسات کو پیش کیا ہیں۔ ان کے افسانوں میں "بھوک" کی علامت کو اس تمام زوال کی نشانی بنا کر پیش کیا گیا۔ یہ علامت ان کے افسانوں میں اس عہد کی انسانی کمزوریوں، استحصالی طبقہ کے مظالم، اجتماعی زندگی کی

نفسیاتی کیفیات، فرد کے اندرون وبیرون کے اضطراب، کم ہمتی، کی ہے۔ بھوک جہاں معاش کی ہوتی ہے وہاں پر انسانی حیوانیت کی بھی ہوتی ہے، ان کے افسانوں میں ان دونوں رجحانات کی عکاسی شامل ہے۔

حیات اللہ انصاری ایک وقت میں، صحافی، ناول نگار، نقاد، افسانہ نگار، ہونے کے ساتھ سیاسی اعتبار سے کانگریسی بھی تھے۔ انہوں نے متعدد اخبارات کی ادارت کی، قومی آواز، سب ساتھ، سچ رنگ، ان سے اخباروں میں انہوں نے ہندوستان کی معاشی، اقتصادی، زبوں حالی، کو بیان کیا۔ سامراجی نظام نے نفسیاتی طور پر یہاں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کو جس نہج پر متاثر کیا، ان کے کرداروں میں اس کی عکاسی ملتی ہے۔ وہ اپنے عہد کے معاشرتی، سیاسی، اضطراب کو کثیر الجہتی انداز میں سماجی رویوں میں سامنے لاتے ہیں۔ ان کے افسانوں کا بنیادی موضوع سماج میں ہونے والے واقعات اور فرد کے باطن کی بپتا ہے۔ نو آبادیاتی نظام میں انسانی بھوک نے فرد کے ظاہر وباطن کو جس طرح غلام بنایا، اس کے خاتمے کے لئے انہوں نے جن منفی رویوں کو اپنایا، وہ سارے مسائل ان کی کہانیوں میں مکمل تہذیبی حوالے رکھتے ہیں۔ آخری کوشش، کمزور پودا، ڈھائی سیر آٹا، بھرے بازار میں، ماں بیٹا، موزوں کا کارخانہ، انسانی بھوک کی آڑ میں ہندوستانی سماج کی نفسیاتی، و اخلاقی، بے قدری وتنزلی کی علامت ہے۔

افسانہ آخری کوشش، میں بذات خود یہ عنوان انسانی ازلی بھوک کے خاتمے کے لئے آخری کوشش ہے، افسانے کے تین مرکزی کردار فقیرا، گھسیٹے، اور اس کی ماں شامل ہے۔ ماں عمر کے اس حصے میں ہے، جہاں اس کو اپنی ذات کا علم نہیں، وہ ایک ٹوکری میں پڑی رہتی ہے۔ مصنف کا کمال ہے کہ انہوں نے ان تینوں کرداروں کی ظاہری وباطنی عکس سے ہندوستانی سماج کی مکمل عکاسی پیش کی ہے۔ کالونائزر نے عوام کی سوچ کو ان حالات کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ وہ ان واقعات کو نصیب کا لکھا سمجھ کر قبول کر چکے تھے۔ آخری کوشش، میں بھوک کی علامت مظلوم طبقہ کی محکومیت ہے، فقیرا، اور گھسیٹے اس سماج کے وہ نمائندہ کردار ہیں جو کم ہمتی، کا مظہر ہے۔ ان میں جذبہ مزاحمت مفقود ہے۔ پیٹ کی بھوک نے ان کے عمل وتغیر کو اپاہج کر دیا ہے۔ گھسیٹے شہر سے گاوں آتا ہے۔ اس کا چھوٹا بھائی فقیرا، غربت وافلاس کی وجہ سے بھری جوانی میں بوڑھا نظر آتا ہے۔

یہ تھا گھسیٹے کا جوان بھائی، فقیرا، مصیبت زدہ گھسیٹے دیکھنے میں اس سے زیادہ جوان تھا

"بھیا تم تو جوانی میں ہی بڑھائے گئے

"فقیرا ٹھنڈی سانس بھر کر بولا،

"جوانی تو کھلائی پلائی ہی سے ٹھہرتی ہے

سچ ہے بھیا، بھورا اور شہرائن کہاں ہے'3

ماں کا نقشہ مصنف نے یوں کھینچا ہے۔

"یہاں چیتھڑوں کے انبار میں دفن ایک انسانی پنجر اپڑا تھا"4

سامراجی نظام میں معاشی استحصال وغربت کی لکیر عام آدمی کے لئے اس حد تک آجاتی ہے کہ اس کے پاس بے حسی اور لوٹ مار کے سوا کچھ نہیں بچتا۔ انفرادی زندگی کے ساتھ اجتماعی قدروں کی پامالی منفی رویوں کو جنم دیتی ہے۔ گھسیٹے جب دیکھتا ہے کہ بھوک کا خاتمہ کسی صورت ممکن نہیں، تو وہ فقیرا کو قائل کر لیتا ہے کہ دونوں ماں سے بھیک منگواتے ہیں۔ پہلے دن ان کو اچھی خاصی کمائی ہو جاتی ہے، جس کو دیکھ کر دونوں کی لالچ مزید بڑھ جاتی ہے۔ وہ بہتر مستقبل کے خواب دیکھتے ہیں، پیٹ کی بھوک یہاں پر انسان کی ازلی بھوک میں بدل جاتی ہے۔ دونوں ماں پر لڑنے لگتے ہیں، اور اس لڑائی میں ان کی ماں مر جاتی ہے، ماں کی موت، دونوں بھائیوں کی بھوک ، یہ سب انسانی زندگی کا المیہ ہے، وہ خود ختم ہو جاتا ہے لیکن اس کی لالچ جاری رہتی ہے، اس کے پس منظر میں، ہندوستانی قوم کی وہ تاریخ شامل ہے جس نے غریب و مزدور، کو اپنے بنیادی حقوق سے محروم رکھا ہے۔ یہی محرومی اس کی نفسیات میں خوف کی صورت موجود ہے، جس کو کم کرنے یا ختم کرنے کے لئے وہ غیر اخلاقی رویوں پر نادم نہیں ہوتا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

حیات اللہ انصاری اپنے بیشتر افسانوں کا موضوع سماج کے دبے کچلے لوگوں کو

بنایا ہے، جس کے پس پردہ ہندوستان کی سماجی اور معاشی بدحالی کارفرما ہے'5

آخری کوشش" میں نو آبادیاتی سوچ گہری معنویت کے ساتھ ملتی ہے۔ وہ سماج کی ذہنیت کو اس نظام کے زیر اثر غلام دکھاتے ہیں

افسانہ "ڈھائی سیر آٹا" میں بھی مصنف نے انسان کی بھوک کو علامت بنایا ہے۔ طبقاتی کشمکش، سامراجی نظام، اس کا مرکزی موضوع ہے۔ افسانے کے کرداروں میں مولا، اس کی بیوی، اور بچے شامل ہیں۔ مولا اقتصادی ابتری کی وجہ سے اپنے بچوں کا پیٹ مشکل سے پالتا ہے۔ ایک وقت کا رزق ان کے لئے کئی قسطوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ انسان کی مختلف درجوں میں یہ تقسیم نو آبادیاتی نظام کی مرہون منت ہے۔ مولا سارا دن رزق کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ ایک دن اس کو گلی سے خراب آٹا ملتا ہے۔ وہ اس کو گھر لے جاتا ہے۔ اس کی بیوی بچے سب بہت خوش ہو جاتے ہیں۔ یہ آٹا کسی نے گلی میں پھینکا ہوتا ہے۔ مصنف مولا کے بچوں کی نفسیاتی کیفیات کی توجیہ بیان کرتا ہے، جو اس خراب آٹے کو دیکھ کر جی میں بہت خوش ہوتے ہیں، ان کی بھوک بھر جاتی ہے، تو وہ تمنا کرتے ہیں، کہ کاش روز کوئی ایسے ہی آٹا، پھینک دیا کریں۔ مذکورہ افسانے میں مصنف اس طبقاتی نظام و سماج پر طنز کرتے ہیں جس میں ایک طبقہ اخلاقی بھوک اور دوسرا زندگی کے بنیادی وسائل کی بھوک میں مبتلا ہے۔ دونوں ایسی بیماریاں ہیں جو اجتماعی زندگی میں بہت سارے اخلاقی کمزرویوں کو جنم دیتے ہیں۔

حیات اللہ انصاری کے افسانوں میں بھوک کی علامت محض سماجی زوال کی نہیں، اور نہ کسی ایک حلقے تک محدود ہے، بلکہ اس میں انسانی زندگی کے کئی ابواب شامل ہیں۔ انسان کی تہذیبی تاریخ نو آبادیاتی سلسلوں سے وابستہ ملتی ہیں، انسان نے ابتدا سے کسی نہ کسی صورت میں حکمرانی و غلامی کی صورت میں زندگی گزاری ہے۔ یوں اس کے اثرات اس کے اجتماعی لاشعور کا حصہ رہے ہیں۔

From ancient times to the beginning of the 20th century, powerful countries openly scrambled to expand their influence through colonialism.6

استعماری نظام میں، کمزور طبقہ کی سب سے بڑی بے سی اس کی بھوک ہے۔ جس کے پس منظر میں، اس کا اخلاقی، تہذیبی، سماجی، معاشی، ہر طرح کا زوال شامل ہے، افسانہ "بھرے بازار میں" اجتماعی زندگی کے حرص و لالچ کو پیش کرتا ہے۔ "رکھی" ایک بھکارن ہے، اس کے پاس پہننے کو دو ساڑھیاں ہوتی ہیں، وہ دریا، پر نہانے جاتی ہے۔ افسانے میں اس کا کردار، انسان کی بے بسی، ظلم، اونچ نیچ، کو پیش کرتا ہے۔ "رکھی" اپنے ناجائز بیٹے کو اپنی ایک ساڑھی میں نالی میں رکھ کر چلی جاتی ہے، اور جب دریا، پر نہانے جاتی ہے، تو اس کے جسم کو تو شرفا غور سے دیکھتے ہیں، البتہ اس کو دریا میں نہانے کوئی نہیں دیتا، کہ اس میلا جسم پانی کو گندا کر دے گا۔

"رکھی ان کی چاوں چاوں سے گھبرا گئی، ایک کو جواب دیتی، کہ دوسری بھڑک جاتی، آخر رکھی کو

غصہ آگیا، اس کے جی میں آرہا تھا کہ ان سب کا منہ نوچ لوں،۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنے میں موٹی

عورت اٹھی، اور اپنی بچی کا بنایا ہوا صابن کے پھین کا نیلا ہاتھ میں لے کر رکھی کے منہ پر کھینچ کر مارا۔

رکھی کی آنکھوں میں مرچیں سی لگنے لگیں۔7

"رکھی" کا کردار، اس کا حاملہ ہونا، بیٹے کو مار دینا، اور دریا، پر نہانے کی اجازت نہ ملنا، سارے عوامل کہانی میں، بھوک کی آپ بیتی ہے۔ جن کے مقاہیم دوسری جانب سماج میں، نو آبادیاتی سوچ کے پروردہ ہے۔ حیات اللہ انصاری کے وہ افسانے جن میں ہجرت و فسادات کا ذکر ملتا ہے ان میں سامراجی نظام کی استعماریت دلخراش انداز میں انسانی المیوں کو پیش کرتی ہے۔ ایک ہی خطہ اور زمین پر بسنے والے، صدیوں کی تہذیب کی شراکت دار اقوام ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ ان کی بھوک انسانیت کو نگل جاتی ہے افسانہ "ماں بیٹا" میں افسانہ نگار فسادات کے المیوں کے ساتھ اس عہد کے انسانی المیوں کو سامنے لاتے ہیں، مومنہ کا کردار سماج کا پسا ہوا ور انسانی رویوں کی بھوک کا شکار ہو نے کے ساتھ جنسی بھوک کا شکار بھی ہے اس کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

بیٹی کو مار دیا جاتا ہے،وہ اس افرا تفری کے عالم میں کچھ دن فسادیوں کے نرغے میں رہتی ہے اور وہاں سے فرار ہونے کے بعد ایک کھنڈر نما گھر میں آتی ہے جہاں مسلمانوں کی جانب سے ظلم کا نشانہ بننے والے بچے رامو کا کردار سامنے آتا ہے یوں مصنف نے دونوں اقوام کے سفاکانہ رویوں کو پیش کیا ہے مومنہ ہندوں اور رامو مسلمانوں کے ظلم کا نشانہ بنتے ہیں دونوں کی داستان ہندوستان کے سیاہ باب کی علامت ہے ،جس میں استعماری طاقتوں کے مظالم اور قوانین نے ان کے اذہان کو بدلنے میں اہم کردار ادا کیا ہے ۔حیات اللہ انصاری نے اس افسانے میں انسانی بھوک کی باطنی کیفیت کو پیش کیا ہے جس میں وہ انسان ہی کا خون پی کر مزید بھوکا ہوتا جاتا ہے ۔

"وہ تصویریں اگر ویسے ہی پیش کردی جائیں جیسے میری آنکھوں نے دیکھی ہیں
تو میرے خیال میں وہ سماج کی بغاوت کو ادھیڑ ڈال دیں گی"8

انگریزنفسیاتی کیفیات سے اگاہ تھے ،انہوں نے نو آبادیوں کے الگ طریقے کواپنایا،محکوم اقوام کے ساتھ ان کے عصری حالات،تہذیبی تاریخ،کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق اپنے مفادات کے حصول کو ترتیب دیا۔ہندوستانی معیشت پر قبضہ کرنے کے لئے انہوں نے یہاں کے اقوام میں ایک دوسرے کے لئے کدورتیں ڈالی ،یوں ہندو او مسلمان آپس میں دشمن بن گئے تو ان کی حکومت کا راستہ بھی ہموار ہوا۔افسانہ ماں بیٹا میں اس نفرت کو محسوس کیا جاسکتا ہے اگرچہ دونوں مذاہب کے لوگ انسانی ہمدردی کے تحت امن کا پرچارپسند کرتے ہیں تاہم ،مفادات کی آڑ میں وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوجاتے ہیں ۔

افسانہ "موزوں کا کارخانہ"جہاں مشینی زندگی کی مصروفیت کو پیش کرتا ہے وہاں اس مغربی طرز زندگی کی آڑمیں خاندانی و گھریلوں ذمہ داریوں سے انسانوں کی پہلو تہی کو طنز کا نشانہ بھی بنایا ہے کہ اس سوچ کے تحت پروان چڑھنے والی جدید نسل ،مصنوعی انسانیت کے جذبے سے سرشار ہوگی ،افسانہ نگار نے ایک بچے کی نفسیات میں ہندوستانی معاشرے کی بنیادی ضرورت کو آشکار کیا ہے کہ انسانوں کے بیچ انسانیت کا رشتہ مفقود ہوجائے تومشینی و کاروباری زندگی بھی سکون آور نہیں رہتی،

افسانہ "بڈھا سود خوار" میں بھی بھوک کی علامت انسانی عالمگیری حرص کو پیش کرتی ہے بڈھا سدھاسماج میں اپنے مقام و مرتبے کے لئے بیٹی کو جہیز پر بہت کچھ دینا چاہتا ہے ،جس کے لئے وہ اپنے بچوں اور بیوی کی ضروریات کو نظر انداز کرلیتا ہے ،احساس کمتری کی یہ سوچ جو نوآبادیاتی تناظر میں ہندوستان کے ہر فرد کی ذہنی سطح کے مطابق اس کے ساتھ وابستہ ہے

افسانہ ادا یا قضا" میں انسانی کم ہمتی اور کم مائیگی کو سامنے لایا گیا ہے افسانے کے مرکزی لردار ہر کام کا انجام نصیب پر ڈال دیتا ہے۔افسانہ پتنگ بازی،میں لا عملیت اور ٹھکانہ " میں برسر اقتدار طبقات پر طنز شامل ہے جو ہرقسم کی آسائشیں اپنے نام کرکے مستحق لوگوں سے ان کے ٹھکانے تک چھین لیتے ہیں۔افسانہ کمزور پودا"میں طبقاتی کشمکش اور جنسی بھوک کو موضوع بنایا گیا ہے ،ایک کمزور عورت کی عزت لوٹ کر جاگیردار کا یہ تصور کہ بڑے گھروں میں یہ کوئی اہم بات نہیں ،اس عہد کی سماجی و اخلاقی زوال کی بڑی نشانی ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو نوآبادیاتی نظام کے ہر سلسلے میں محکوم انسانی زندگی کے استحصال کے نئے رنگ ملتے ہیں ۔جس سے اس عہد کا ادب ادیب دونوں متاثر ہوئے،انگریز کالونائزر کا نظام استعماریت،ہندوستانی تاریخ،تہذیب،سیاست،معیشت،نفسیات،اخلاقیات،غرض ہر سطح پر تغیر لے کر آیا،افسانے میں موضوعات کو انکےمسائل کے تابع پایاگیا جو اس عہد کی زندگی میں انسانی المیہ تھا۔حیات اللہ انصاری کا افسانوی فن چار مجموعوں پر مشتمل ہےان کے زیادہ تر موضوعات اس عہد کے زوال پذیر رجحانات کو پیش کرتے ہیں جس میں نوآبادیاتی عناصر کے اثرات وسیع تناظر میں ملتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

حوالہ جات:

https://www.thoughtco.com/colonialism-definition-and-examples-5112779

2)غلام حسن ذولفقار، اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر، سنگ میل پبلی شرز لاہور، 1998، ص116

3)عشرت ناہید ڈاکٹر، حیات اللہ انصاری کی کہانی کائنات، ایجو کیشنل پبلی شنگ ہاوس دہلی، 2017، ص152

4)ایضاص153

5)ایضاص32

(6)https://www.thoughtco.com/colonialism-definition-and-examples-5112779

7)اعشرت ناہید ڈاکٹر، حیات اللہ انصاری کی کہانی کائنات، ایجو کیشنل پبلی شنگ ہاوس دہلی، 2017، ص110

8)، حیات اللہ انصاری، مجموعہ، انوکھی مصیبت، حلقہ ادب لکھنو، یوپی، 1947، ص16

References:

1. https://www.thoughtco.com/colonialism-definition-and-examples-5112779
2. Ghulam hassan Zulfiqar,urdu shairi ka siyasi o samaji pasmanzar,sangmeel publishing house dahli,2017,page 152
3. Dr,ishrat naheed,hayatullah Ansari ki kahani kainaat,educational publishing house dahli,2017,page 110
4. As above page 153
5. As above,32
6. https://www.thoughtco.com/colonialism-definition-and-examples-5112779
7. Dr,ishrat naheed,hayatullah Ansari ki kahani kainaat,educational publishing house dahli,2017,page 110
8. Dr,ishrat naheed,hayatullah Ansari ki kahani kainaat,educational publishing house dahli,2017,page 116